اسلام کی اولین اقامتی جامعہ اور اس کے فاضلین

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ*

حضور نبی کریم ﷺ کفارِ مکہ کی چیرہ دستیوں کے باوجود تیرہ برس تک مکہ معظمہ میں ظلمت کفر وشرک کو شمع پیغام ربانی سے منور کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ بیشتر ساکنان بطحا کی ہٹ دھرمی، طیبہ کے باسیوں کو دعوت اور سب سے بڑھ کر اذن ایزدی کے بعد آپ ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے یثرب تشریف لے گئے۔ جس کے بعد اِس مقدس شہر کو مدینۃ النبی ﷺ کہا جانے لگا۔ یہاں پر دنیا کی پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی۔ مدینہ منورہ میں آمد کے بعد بہ نفس حضورؐ نے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کرائی جس میں آپؐ نے حصہ لیا۔ اس مسجد کے ایک حصے کو تعلیمی سرگرمیوں اور طالبانِ علم وعرفان کے لیے مختص کر دیا گیا جو ''رقبہ'' کے نام سے موسوم ہوا۔ اسے اسلامی تاریخ کی پہلی درسگاہ اور اصحاب صفہ کو متعلمین کی پہلی جماعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔

صفہ کا محل وقوع اور رقبہ

صفہ چبوترے یا پلیٹ فارم کو کہتے ہیں۔ مسجدِ نبویؐ کے ایک حصہ میں ڈائس کے طور پر ایک چبوترہ قائم کر دیا گیا جو دن کے وقت تعلیم گاہ کا کام دیتا اور رات کے وقت بے خانماں لوگوں کے لیے دارالاقامہ بنتا۔[۱] ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق صفے سے مراد مکان کا ملحق ہونا ہے۔[۲] یہ مسجد نبویؐ میں ایک احاطہ تھا جو تعلیمی مقاصد کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ صفہ رسولِ اکرم ﷺ کے زمانے میں مسجد نبویؐ کے مشرقی حصہ میں تھا۔[۳] امام ابن تیمیہ کے مطابق صفہ مسجد نبوی کے شمالی سرے پر واقع تھا، اس میں وہ غریب مسلمان پناہ لیتے تھے جن کے پاس نہ اہل وعیال تھے اور نہ کوئی جائے پناہ تھی۔[۴] صفہ کے محل وقوع کے بارے میں مولانا محمد معراج الاسلام نے لکھا ہے کہ اصحاب صفہ کے لیے مشرق کی جانب باب جبریل کے پاس محراب تہجد کے سامنے ایک چبوترہ بنا دیا گیا۔[۵] اب یہ چبوترہ مواجہہ شریف کی دوسری طرف واقع ہے۔ شیخ محمد لبیب التبونی ''صفہ'' کے رقبہ اور محل وقوع کی تفصیلات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ چبوترے کی شکل میں ہے، زمین سے نصف میٹر بلند، بارہ میٹر لمبا اور آٹھ میٹر

---

*اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور۔

چوڑا تھا۔اس کے چاروں طرف تانبے کی جالی دار گھیرا بنا ہوا ہے۔اس سے چار میٹر کے فاصلے پر جنوب کی طرف اغوات کا چبوترہ اور مشرق میں گودام ہے۔صفہ کے جنوب میں مقصورہ شریف کے متصل ایک اور تھڑا بنا ہوا ہے۔جس میں محراب تہجد کی جگہ ہے۔۶ شیخ موصوف کی یہ تحریر ۱۳۲۹ھ میں طبع ہوئی تھی۔دراصل مسجدِ نبویؐ میں مختلف ادوار میں توسیع ہوتی رہی جس کے باعث مختلف زمانوں میں زائرین نے صفہ کا محل وقوع مختلف انداز سے بیان کیا ہے۔ڈاکٹر حافظ محمد ثانی نے لکھا ہے کہ حالیہ تحقیق کے مطابق یہ (صفہ) سات میٹر لمبا، تین میٹر چوڑا اور نصف میٹر اونچا ہے۔تین جانب نصف میٹر اونچی سنہری ریلنگ لگی ہوئی ہے۔۷

صفے کو ظلہ یعنی سائبان بھی کہتے ہیں۔۸ آغا اشرف نے لکھا ہے کہ اس چبوترے پر سائبان ڈال دیا گیا تھا تاکہ طلبا موسمی اثرات سے محفوظ رہیں۔۹ پروفیسر محمد اقبال جاوید سائبان کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ مسجد میں چبوترے پر سائبان ڈالنا اور پھر اسے تدریسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا ایک نہایت ہی لطیف نکتہ کا غماز ہے کہ مدرسہ یا دارالعلوم مسلمانوں کی اولین ضرورت ہے۔جس طرح مسلمانوں کی بستی میں مسجد کا ہونا لازمی امر ہے اسی طرح مدرسہ کا ہونا بھی لازم ٹھہرا۔اگر کوئی اور جگہ نہ ملے وسائل کی کمی آڑے آئے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مسجد کے ایک حصہ کو بطور مدرسہ استعمال کریں۔۱۰

اصحاب صفہ

صفہ کے مقام پر بیٹھ کر علم حاصل کرنے والے طالب علم صحابہؓ ''اصحاب صفہ'' کے نام سے مشہور ہوئے۔۱۱ اصحاب صفہ میں وہ صحابی شامل تھے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا اور اپنی تنگدستی کی وجہ سے وہ مہاجرین وانصار کی طرح تجارت وزراعت میں مشغول نہیں ہو سکتے تھے۔لہذا وہ روز وشب اسی سائبان کے نیچے چبوترہ پر اپنی زندگی گزار دیتے تھے۔یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہر وقت رہنے کی وجہ سے آپ کی تعلیمات سے زیادہ مستفید ہوئے اور دیگر اساتذہ سے بھی تعلیم حاصل کرتے رہے۔اسی طرح آگے چل کر یہ مسلمانوں کے معلم بنے اور انہوں نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو تمام دنیا میں پھیلایا۔۱۲

قاضی اطہر مبارک پوری کے مطابق درس گاہ نبوی ﷺ کے طلباء میں ''اصحاب صفہ'' کو نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ وہ رات دن حاضر باش رہتے تھے، تعلیم و تعلم، ذکر و اذکار، تلاوت قرآن اور باہمی مذاکرہ و مراجعہ کے علاوہ ان کو اور کوئی مصروفیت ہی نہیں تھی۔ ۱۳ مولانا محمد معراج الاسلام اصحاب صفہ کی صفات گنواتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ اس باصفا پاکباز اور علم پسند گروہ نے ایثار و قربانی کی تاریخ میں نئے باب کا اضافہ کر دیا اور علم کے میدان میں عزم و یقین کے جھنڈے گاڑ دیے۔ دین کے سچے پروانوں اور علم کے حقیقی شیدائیوں کی حیثیت سے اس طرح ابھرے کہ خود کو بھی فراموش کر دیا اور اپنی ذات سے آرام و آسائش اور دل سے کسی چیز کی خواہش اور طلب کو اس طرح نکال کر پرے پھینک دیا کہ ضرورتیں ہی ختم ہو گئیں۔ دیکھنے والے ان کی بے انتہا سادگی بے تکلف زندگی، تصنع سے پاک حالت، علم کے لیے ان کی لگن، عبادت کا شوق اور انہماک دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ لوگ تو مجنوں اور دیوانے ہیں۔ ۱۴

مولانا محمد ادریس کاندھلوی رقم طراز ہیں کہ اصحاب صفہ ارباب توکل اور اصحاب تبتل ایک جماعت تھی جو لیل و نہار تزکیہ نفس اور کتاب و حکمت کی تعلیم پانے کے لیے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی۔ یہ حضرات اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار پر انوار کانوں کو آپؐ کے کلمات قدسیہ اور جسم کو آپ کی صحبت اور معیت کے لیے وقف کر چکے تھے۔ ۱۵ انہیں درگاہ نبویؐ کے وقار و تمکنت کا اتنا پاس و لحاظ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے حلقہ درس میں ہمہ تن گوش رہتے۔ حضرت اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے۔

قال اتیت النبی ﷺ و اصحابہ کانما علی روسھم الطیر. ۱۶

ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے حلقہ درس میں حاضر ہوا، اس وقت صحابہ آپؐ کے اطراف ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔

حضرت عیاض بن غنمؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے اصحاب صفہؓ کے متعلق فرمایا میری امت کے برگزیدہ اور پسندیدہ اور رفیع المرتبت ذی شان شخصیات کے متعلق ملاء اعلیٰ (ملائکہ مقربین) نے یہ پیغام رسانی کی ہے کہ یہ حضرات ظاہر میں خدائے عزوجل کی رحمت واسعہ کا خیال

کر کے مسرور ومحظوظ ہوتے ہیں مگر خداوند ذوالجلال کے عذاب وعقاب کی شدت کے خوف سے ان کے دل مغموم ومحزون ہیں وہ شب وروز خدا کے مقدس اور پاکیزہ گھروں یعنی مساجد میں ذکر وفکر میں مصروف اور منہمک رہتے ہیں۔ان کی زبانیں رحمت خداوند کی امید ورجا کی آئینہ دار اور مالکِ حقیقی کے دیدار کے لیے ان کے قلوب اضطراب سیمابی میں مبتلا ہیں۔لوگوں پر ان کا بار نہایت ہلکا اور خود ان کے نفوس پر بے حد بھاری اور گراں ہے۔زمین پر نہایت وقار اور طمانیت اور سکون کے ساتھ چلتے ہیں۔ان میں تکبر،غرور اور خود آرائی کا نام ونشان تک نہیں،ان کی چال سے تواضع وانکساری اور مسکنت جھلکتی ہے،تلاوتِ قرآن کرتے ہوئے،پرانے اور بوسیدہ کپڑے زیب تن کئے رب کریم کی خصوصی رحمتوں سے ہر وقت مالا مال ہوتے رہتے ہیں حفاظت خداوندی ان پر سایہ فگن ہے۔ان کی روحیں دنیا میں ہیں مگر دل آخرت کی لگن میں ہوتے ہیں فکر آخرت نے انہیں دنیا کی عارضی خوشیوں سے بے پرواہ کر دیا ہے۔قبر اور آخرت کے لیے ہر وقت رختِ سفر باندھے تیار کھڑے ہیں۔ ۱۷

ایسے ہی قدسی نفوس سے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذلك لمن خاف مقامي و خاف وعيد.

یہ وعدہ اسی کے لیے ہے جس کے دل میں میرے سامنے پیش ہونے اور میرے عذاب کا خوف شعلہ زن ہے۔

تعداد اصحاب صفہ

اصحاب صفہ کی تعداد پر محدثین کرام اور اہل سیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق صفہ کے مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی۔ ۱۸

مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت ان کی تعداد ستر تھی۔ ۱۹ حضرت سعد بن عبادہؓ کے ۸۰ اصحاب صفہ کو بیک وقت کھانا کھلانے کی روایت بھی ملتی ہے۔ ۲۰ مفسر ومحدث علامہ جلال الدین سیوطی ۲۱ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی ۲۲ اور ابن تیمیہ ۲۲ (الف) نے اصحاب صفہ کی تعداد چار سو تک لکھی ہے۔مولانا محمد معراج الاسلام نے ان روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھا ہے ان قدسی نہاد، فرشتہ سیرت، برگزیدہ صفات حضرات کی تعداد کم وبیش ہوتی

رہتی تھی، کبھی بڑھ کر چار سو ہو جاتی اور کبھی گھٹ کر ستر اسی رہ جاتی۔ ۲۳ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اصحاب صفہ کی تعداد کے گھٹنے بڑھنے کے حوالے سے لکھا ہے کہ ان کے نکاح کر لینے، موت آجانے یا مسافرت اختیار کرنے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ ۲۴

ان قدسی نفوس کے اسماء گرامی اور حالات کو بعض علماء کرام نے یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ ابن مندہ کے استاد ابن الاعرابی احمد بن محمد البصری المتوفی ۳۴۰ھ نے ایک الگ تصنیف میں ان لوگوں کا حال لکھا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن سلمی نے بھی ان کے حالات میں ایک الگ کتاب لکھی ہے۔ ۲۵ حاکم نے مستدرک میں ۳۶ اصحابہ کے اسماء جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ ۲۶ ان اسماء کو مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے سیرۃ المصطفی ﷺ میں نقل کیا ہے۔ ۲۷ حافظ سیوطی نے دو صفحات پر مشتمل ایک رسالہ میں اصحاب صفہ کے اسماء تحریر کیے ہیں جس میں سو آدمیوں کے نام بہ ترتیب ہجا مذکور ہیں۔ ۲۸ قاضی اطہر مبارکپوری نے ۱۰۴ اصحاب صفہ کے نام قلمی مجموعہ صحیفہ کے حوالے سے نقل کیے ہیں جنہیں حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے۔ ۲۹ حافظ ابو نعیم احمد اصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ نے ۱۹۶ اصحاب صفہ کا مفصل تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے شیخ ابو عبدالرحمٰن سلمی اور ابو سعید بن الاعرابی کے بیان کردہ صحابہ کرام کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری نے بھی لکھا ہے کہ شیخ ابو عبدالرحمٰن بن الحسین السلمی نے اہل صفہؓ کے احوال میں ایک بے نظیر تاریخ لکھی ہے جس میں ان کے نام، کنیتیں، مناقب اور فضائل بیان کیے ہیں۔ ۳۰ خود انہوں نے کشف المحجوب میں ۲۲ اصحاب صفہ کے اسماء گرامی رقم فرمائے ہیں اور ہر ذی شان صحابی رسول ﷺ کا ایک ایک نمایاں وصف بیان کیا ہے۔ امام ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ نے المستدرک علی الصحیحین میں درج اہل صفہ کے اسماء درج کیے ہیں۔ ۳۲

۱۔ ابو عبداللہ سلمان الفارسیؓ

۲۔ ابو عبیدہ عامر بن عبداللہ بن الجراحؓ

۳۔ عمار بن یاسر ابو الیقظانؓ

۴۔ عبداللہ بن مسعود الہذلیؓ

۵۔ مقداد بن عمرؓ

۶۔ خباب بن الارتؓ

۷۔ بلال بن رباح

۸۔ صہیب بن سنانؓ

۹۔ زید بن خطاب (برادر حضرت عمر فاروقؓ)

۱۰۔ ابو کبشہؓ مولی رسول اللہؐ

۱۱۔ ابومرثد کناز بن حصین العدوی

۱۲۔ صفوان بن بیضاءؓ

۱۳۔ ابوجبس بن جبرؓ

۱۴۔ سالمؓ، مولی ابوحذیفہؓ

۱۵۔ مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلبؓ

۱۶۔ عکاشہ بن محص الاسدی

۱۷۔ مسعود بن ربیعؓ

۱۸۔ عمیر بن عوفؓ مولی سہیل بن عمر

۱۹۔ عویم بن ساعدہؓ

۲۰۔ ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ

۲۱۔ سالم بن عمیر ابن ثابتؓ

۲۲۔ ابوبشر کعب بن عمرء

۲۳۔ خبیب بن یسافؓ

۲۴۔ عبداللہ بن انیسؓ

۲۵۔ جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؓ

۲۶۔ عتبہ بن مسعود الہذلیؓ

۲۷۔ عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ

۲۸۔ حذیفہ بن الیمانؓ

۲۹۔ ابوالدرداء عویمر بن عامرؓ

۳۰۔ عبداللہ بن زید الجہنیؓ

۳۱۔ حجاج بن عمرو الاسلمیؓ

۳۲۔ ابوہریرہؓ الدوسیؓ

۳۳۔ ثوبانؓ مولی رسول اللہ ﷺ

۳۴۔ معاذ بن الحارث القاریؓ

۳۵۔ سائب بن وخلادؓ

۳۶۔ ثابت بن ودیعہ انصاریؓ

سید علی ہجویری علیہ الرحمۃ نے حضرت مقداد بن الاسود اور حضرت عتبہ بن غزوانؓ کو بھی اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے لیکن انہوں نے لکھا ہے کہ شیخ ابوعبدالرحمٰن محمد بن الحسین نے مسطح بن عباد کو بھی منجملہ اصحاب صفہ کہا ہے اور میں ان کو درست نہیں سمجھتا کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہؓ پر تہمت کی ابتدا اس نے کی تھی۔۳۳؎ جن اصحاب صفہ کے مخدوم علی ہجویری نے فقط نام درج کیے ہیں ان میں ابوہریرہؓ، ثوبان، معاذ ابن الحارث سائب ابن خلاب، ثابت، کعب ابن عمر، وہب بن معقل، عبداللہ بن انیس اور حجاج بن عمرو الاسلمیؓ شامل ہیں۔۳۶؎ اس طرح ان کے بیان کردہ اہلِ صفہ کی کل تعداد ۳۲ بنتی ہے۔

شیخ ابونعیم اصبہانی نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام کو اہل صفہ میں شامل کیا ہے۔

۱۔ اوس بن اوس الثقفی

۲۔ اسماء بن حارثہ اسلمی

۳۔ الاغر المزنی

۴۔ بلال بن رباح

۵۔ البراء بن مالک الانصاری

۶۔ ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ

۷۔ ثابت بن ضحاک انصاری

۸۔ ثابت بن ودیعہ الانصاری

۹۔ ثقیف بن عمرو بن سمیط الاسدی

۱۰۔ ابوذر غفاری (جندب بن جنادہ)

۱۱۔ جرہد بن خویلد الاسلمی

۱۲۔ جعیل بن سراقہ الفجر ی

۱۳۔ جاریہ بن حمیل بن قرط

۱۴۔ حذیفہ بن الیمان

۱۵۔ حذیفہ بن اسید الغفاری

۱۶۔ حبیب بن زید بن عاصم الانصاری

۱۷۔ حارثہ بن نعمان الانصاری البخاری

۱۸۔ حازم بن حرملہ الاسلمی

۱۹۔ حنظلہ بن ابی عامر الراہب الانصاری

۲۰۔ حجاج بن عمر الاسلمی

۲۱۔ حکم بن عمیر

۲۲۔ حرملہ بن ایاس

۲۳۔ خباب بن الارت

۲۴۔ خنیس بن حذافہ السہمی

۲۵۔ خالد بن یزید (ابوایوب انصاری)

۲۶۔ خریم بن فاتک اسدی

۲۷۔ خریم بن اوس

۲۸۔ خبیب بن یساف

۲۹۔ ذکین بن سعید

۳۰۔ دوالبجادین عبداللہ

۳۱۔ رفاعہ ابولبابہ انصاری

۳۲۔ ابورزین

۳۳۔ زید بن خطاب

۳۴۔ سلمان فارسی

۳۵۔ سعد بن ابی وقاص

۳۶۔ سعید بن عامر بن جزیم

۳۷۔ سعد بن مالک (ابوسعید الخذری)

۳۸۔ سالم مولی ابی حذیفہ

۳۹۔ سالم بن عبید الاشجعی

۴۰۔ سالم بن عمیر

۴۱۔ سائب بن خلاد

۴۲۔ شداد بن اسید

۴۳۔ شقران مولی رسول اللہ ﷺ

۴۴۔ صہیب بن سنان بن مالک

۴۵۔ صفوان بن بیضاء

۴۶۔ طخفہ بن قیس الغفاری

۴۷۔ طلحہ بن عمرو نضری

۴۸۔ طلحہ بن عمرو انصاری

۴۹۔ الطفاوی الدوسی

۵۰۔ عبداللہ بن مسعودؓ

۵۱۔ ابو ہریرہ

۵۲۔ عبداللہ بن عبدالاسد المخزومی

۵۳۔ عبداللہ بن حولۃ الازدی

۵۴۔ عبداللہ بن ام مکتوم

۵۵۔ عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری

۵۶۔ عبداللہ بن انیس

۵۷۔ عبداللہ بن زید الجہنی

۵۸۔ عبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی

۵۹۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب

۶۰۔ عبدالرحمٰن بن قرط

۶۱۔ عبدالرحمٰن بن جبر بن عمرو

۶۲۔ عتبہ بن غزوان

۶۳۔ عمار بن یاسر

۶۴۔ عثمان بن مظعون

۶۵۔ عامر بن عبداللہ (ابوعبیدہ بن الجراح)

۶۶۔ عویمر ابوالدرداء

۶۷۔ عباد بن عامر الجہنی

۶۸۔ عباد بن خالد الغفاری

۶۹۔ عمرو بن عوف المزنی

۷۰۔ عمرو بن تغلب

۷۱۔ عویم بن ساعدہ الانصاری

۷۲۔ عبید مولی رسول اللہ ﷺ

۷۳۔ عکاشہ بن محصن الاسدی

۷۴۔ العرباض بن ساریہ

۷۵۔ عبداللہ بن حبشی الخثعمی

۷۶۔ عتبہ بن عبد السلمی

۷۷۔ عتبہ بن منذر السلمی

۷۸۔ عمرو بن عبسہ السلمی

۷۹۔ عبادہ بن قرص

۸۰۔ عیاض بن حمار المجاشعی

۸۱۔ فضالۃ بن عبید الانصاری

۸۲۔ فرات بن حیان العجلی

۸۳۔ اب فراس الاسلمی

۸۴۔ قرۃ بن ایاس المزنی

۸۵۔ کناز بن الحصین

۸۶۔ کعب بن عمرو

۸۷۔ ابو کبشہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

۸۸۔ مصعب بن عمیر الداری

۸۹۔ المقداد بن الاسود

۹۰۔ مسطح بن اثاثہ

۹۱۔ مسعود بن ربیع القاری

۹۲۔ معاذ ابو حلیمہ القاری

۹۳۔ واثلہ بن الاسقع

۹۴۔ وابصہ بن معبد الجہنی

۹۵۔ ہلال مولیٰ مغیرۃ بن شعبہ

۹۶۔ یسار ابوفکیہہ

قاضی اطہر مبارکپوری نے مندرجہ بالا اسماء کے علاوہ ان صحابہ کرام کو بھی اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔

۹۷۔ بشیر بن خصاصیۃ

۹۸۔ وقیل رباح اسلمی

۹۹۔ ربیعہ بن خطاب

۱۰۰۔ سفینہ بن عبدالرحمٰن مولیٰ رسول اللہ ﷺ

۱۰۱۔ شمعون ابوریحانہ

۱۰۲۔ معاویہ بن حکم سلمی

۱۰۳۔ نضلہ بن عبید ابوبرزہ اسلمی

۱۰۴۔ ابوعسیب مولیٰ رسول اللہ ﷺ

۱۰۵۔ ابومویہبہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ

حافظ ابونعیم نے جن صحابہ کرام کو اہل صفہ بتایا ہے ان میں بعض کا اصحاب صفہ ہونا مسلمہ نہیں مثلاً انہوں نے اوس الثقفی کے متعلق لکھا ہے کہ اہل صفہ کی طرف ان کی نسبت موہوم ہے کیونکہ یہ وفد ثقیف کے ساتھ رسول مقبول ﷺ کے آخری زمانہ میں مدینہ طیبہ آئے تھے۔اسی طرح ابونعیم نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اہل عقبہ میں سے تھے نہ کہ اہل صفہ میں سے۔مدینہ منورہ میں اپنا مکان ہوتے ہوئے انہیں صفہ میں رہنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔۳۸ وکین بن سعید کے متعلق حافظ ابونعیم کا کہنا ہے کہ موصوف کے صفہ میں رہنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح روایت انہیں معلوم نہ ہوسکی۔۳۹

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی ساکنان صفہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ صفہ میں کیوں رہتے تھے؟ اس کا جواب ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے مواخاتی بھائی کے ہاں قیام کیا ہوگا اور ان کے ہاں اتنی جگہ نہ ہوگی کہ ان کے مواخاتی بھائی اور ان کے خاندان کے ساتھ حضرت عمرؓ اپنی بیوی کے علاوہ اپنے جوان اور بالغ اولاد کو بھی جگہ دلا سکیں۔ ان حالات میں ایک دوسری تاویل یہ بھی ہوسکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ خود علم کے شوق کے باعث نہیں چاہتے تھے کہ قباء میں رہیں جو مدینہ سے کئی میل کے فاصلے پر ہے۔ آنے جانے میں کافی وقت لگتا ہے۔ سارا وقت وہ مدینے میں گزارنا چاہتے ہوں گے تا کہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے مواعظ سے استفادہ کر سکیں۔ [۴۰]

صفہ کے معلمین

صفہ کی پہلی اسلامی درسگاہ کے معلم اعظم خود نبی مکرم ﷺ تھے۔ آپ ہدایت ربانی کے مطابق ان طالبان حق کا تزکیہ نفس فرماتے، وحی کی تعلیم دیتے اور حکمت کی باتوں کا درس دیتے۔ حضور ﷺ کے علاوہ بعض صحابہ کرام بھی یہاں معلم کی حیثیت سے خدمت سرانجام دیتے تھے۔ محمد حفیظ اللہ پھلواری رقم طراز ہیں۔

رسول اللہ ﷺ خود بھی بہ نفس نفیس تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ وغیرہ بڑے صحابہؓ ان درسوں میں شریک رہا کرتے تھے۔ دوسرے صحابہ کرامؓ بھی تعلیم دینے کے لیے مقرر تھے۔ آنحضرت ﷺ مسجد نبویؐ کے حلقہ ہائے درس کا اکثر معائنہ کرتے تھے۔ [۴۱]

پہلی اسلامی جامعہ ''صفہ'' میں کون کون سے صحابہ کو حضورؐ نے بطور معلم مقرر فرمایا تھا۔ اس ضمن میں پھلواری صاحب تمدن عرب کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

مسجد نبویؐ میں اصحاب صفہ کی تعلیم حضرت ابو ہریرۃؓ کے سپرد تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ یہیں درس دیا کرتے تھے۔ [۴۲] سید آل احمد رضوی کے مطابق حضرت عبداللہ بن سعید بن العاصؓ، حضرت عبادہ بن صامتؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابن مکتوم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مسجد نبویؐ میں درس دینے کا اعزاز حاصل رہا

ہے۔[۴۳] سنن ابی داؤد کے مطابق

حضرت عبادہ ابن الصامت کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے صفہ میں اس غرض سے مامور کیا تھا کہ لوگوں کو لکھنے اور قرآن مجید کی تعلیم دوں۔[۴۴]

حضرت عبادہ بن الصامتؓ فرماتے ہیں میں نے صفہ کے کئی حضرات کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا اور قرآن کی تعلیم دی تھی۔ایک آدمی (شاگرد) نے مجھے ہدیہ کے طور پر ایک کمان دی۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس بات کا پتا چلا تو آپ نے فرمایا

ان سرك ان تطوق بها طوقا من نام رفا قبلوها.[۴۵]

اگر تم پسند کرتے ہو کہ اس قوس کے بدلے آگ کا طوق تمہاری گردن میں پڑ جائے تو اسے قبول کرلو۔

اسی طرح حضرت ابی بن کعب بھی اہل صفہ کو قراۃ اور کتابت سکھاتے تھے۔کسی شاگرد نے آپ کو تحفۃً ایک قوس پیش کی تو حضورؐ نے فرمایا۔

ان اخذ تها وخذ بها قوسسا من النار.[۴۶]

اگر تم نے یہ لے لی تو آگ کی قوس بھی لینے کے لیے تیار رہو۔

دوسری روایت میں آتا ہے۔

تقلد شلوة من جهنم.[۴۷]

تم جہنم کا طوق گلے میں ڈالنے کے لیے تیار رہو۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے ابن عبدالبر کی الاستیعاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن العاص بہت خوشنویس تھے اس لیے حضور ﷺ نے ان کا تقرر فرمایا تھا کہ لوگوں کو لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم دی۔[۴۸]

مسجد نبوی کے اساتذہ میں ایک معتبر نام سعید بن العاص کا تھا جو لوگوں کو لکھنا سکھاتے تھے۔[۴۹]

نصاب

مقاصد تعلیم نصاب کی بنیاد بنتے ہیں اور صفہ کا بنیادی نصاب دین تھا۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے لکھا ہے کہ صفہ کی اقامتی درس گاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔قرآن مجید کی سورتیں زبانی یاد کرائی جاتی تھیں۔فنِ تجوید سکھایا جاتا تھا اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم کا بندوبست تھا جس کی نگرانی خود رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔۵۰ ڈاکٹر حافظ محمد ثانی بھی لکھتے ہیں کہ بیرونی طلبہ یعنی نو واردین اور وفود دور دراز مقامات اور قبائل سے درگاہ نبویؐ میں حاضر ہوکر قرآن وسنت، تفقہ اور شرائع اسلام کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔۵۱ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے خطبات بہاولپور میں لکھا ہے کہ صفہ میں جو تعلیم ہوئی تھی وہ اسلام کی ابتدائی تعلیم تھی۔مدرسہ میں جن چیزوں کی تعلیم ہوتی تھی اس کے متعدد شعبے متعدد لوگوں کے سپرد تھے۔کسی کے سپرد یہ کام تھا کہ وہ لکھنا پڑھنا سکھائے۔کسی کے سپرد یہ تھا کہ جو لکھنا پڑھنا سیکھ چکے ہیں انہیں اس وقت تک کی نازل شدہ سورتیں سکھائیں۔۵۲

مدت تعلیم

اسلامی درسگاہ کے بارے میں جو معلومات ہمیں حاصل ہوئی ہیں ان میں سے ایک اس درس گاہ کی مدت تعلیم ہے۔مسلم نے اعمش سے اور انہوں نے ابراہیم سے حارث کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں حارث بتاتے ہیں کہ میں نے تین سال میں قرآن سیکھا اور دو سال میں وحی یا انہوں نے اس کے برعکس فرمایا یعنی دو سال میں قرآن، تین سال میں وحی۔وحی سے مراد نوشت وخواند ہے۔۵۳

معاشی کفالت

چونکہ اصحاب صفہ نے خود کو دین اسلام کی تعلیم کے حصول اور تزکیہ نفس کے لیے وقف کر دیا تھا اس لیے مال ودولت کمانے کی کوئی فکر نہ تھی۔ان کے دل دینوی آسائش کی آرزو سے پاک تھے۔وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی رضا کے طالب تھے۔لیکن اس کے باوجود جب جامعہ صفہ کے طلبا کو تعلیم سے فرصت ملتی تو جنگل میں چلے جاتے۔لکڑیاں اکٹھی کرتے، بازار

میں فروخت کرتے اور جو قیمت وصول ہوتی اس رقم کا نصف تو اسی وقت خیرات کر دیتے اور باقی نصف سے نہایت تنگی سے اپنا خرچ چلاتے۔ ۵۵

کتب احادیث و سیر میں اصحاب صفہ کی زبوں حالی کا تذکرہ ملتا ہے۔ صحیح بخاریؒ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا کہ ان کے پاس چادر تک نہ تھی۔ فقط تہبند تھا یا کمبل جسے کبھی اپنی گردنوں پر باندھ لیتے تھے اور کمبل بھی اس قدر چھوٹا تھا کہ کسی کی آدھی پنڈلیوں تک پہنچتا اور کسی کے ٹخنوں تک، اور ہاتھ سے اس کو تھامتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔ ۵۶ سنن ابی داؤد میں حضرت ابو سعید حذریؓ کا بیان ہے کہ میں صفائے مہاجرین کے ساتھ مجلس میں بیٹھا تھا، ان میں سے بعض عریانیت کے خوف سے ایک دوسرے کے ساتھ باہم مل کر بیٹھے تھے اور ایک قاری ہمیں قرآن کی تعلیم دے رہا تھا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر قاری خاموش ہو گئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سلام کر کے پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا یا رسول اللہؐ: ایک قاری قرآن پڑھ رہا ہے اور ہم سن رہے ہیں۔ ہمارا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الحمد للہ الذی جعل من امتی من امرت ان اصبر نفسی معھم.

اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم ہے۔

یہ کہہ کر آپ ﷺ ہمارے بیچ میں بیٹھ گئے تا کہ آپ ﷺ ہمارے سامنے رہیں۔ پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس طرح بیٹھو اور حاضرین مجلس اس طرح حلقہ بنا کر بیٹھ گئے کہ سب کا چہرہ آپ ﷺ کی طرف ہو گیا اور آپؐ نے فرمایا:

اے فقرائے مہاجرین تمہیں بشارت ہو قیامت کے دن نور تام کی، تم لوگ مال داروں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہو گے جو پانچ سو سال کا ہو گا۔ ۵۷

حضرت ابو ہریرہؓ جو اصحاب صفہ میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میں اکثر بھوک کی شدت میں پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔ ۵۸ فضالہ بن عبیدؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھاتے تو کئی

لوگ افلاس، تنگی اور بھوک کی وجہ قیام نہ کر سکتے تھے اور گر پڑتے۔۵۹؎

حضور نبی کریم ﷺ اصحاب صفہ کے خورد و نوش کا اس طرح بندوبست فرماتے کہ متمول صحابہ کرامؓ میں انہیں تقسیم کر دیا جاتا جو انہیں اپنے ساتھ لے جا کر کھانا کھلاتے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شام کو ہمارے پاس تشریف لاتے تھے اور ایک صحابیؓ کے ساتھ ایک یا زیادہ اہل صفہ کو بھیج دیا کرتے تھے۔ بعض اوقات تقریباً دس آدمی بچ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کا کھانا لایا جاتا تو سب مل کر کھاتے۔۶۰؎

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جملہ انصاری اپنی کھجوروں کے خوشے لاتے تھے اور ان خوشوں کو یک رسی سے باندھ کر مسجد کے دو اسطوانوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے۔ اس کے نیچے اصحاب صفہ کو بٹھاتے اور خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ یہ لوگ بے تکلف کھائیں۔۶۱؎

حضور نبی کریم ﷺ اصحاب صفہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول مقبول ﷺ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اے ابو ہریرہؓ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا اہل صفہ کو جا کر بلا لاؤ۔ حضرت ابو ہریرہؓ وضاحت فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے۔ اہل و عیال اور کاروبار کو چھوڑ کر ہر وقت مسجد نبوی ﷺ میں پڑے رہتے۔ حضور ﷺ کے پاس جب کوئی صدقہ کی چیز آتی تو اہل صفہ کے ہاں بھجوا دیتے اور خود اس میں سے ذرہ بھر نہ لیتے اور جب کوئی ہدیہ یا تحفہ کی شے آتی تو خود بھی لیتے اور اہل صفہ کی طرف بھی بھیجتے اور اس چیز میں ان کو شریک فرماتے۔۶۲؎

ابو رافع کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسینؓ کی ولادت ہوئی تو حضرت فاطمہ الزہرہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے بیٹے کا عقیقہ کروں؟ فرمایا نہیں۔ البتہ یہ کرو کہ بچے کے سر کے بال اتروا کر ان کے وزن کے برابر چاندی یا سونا، میں صدقہ کرو۔ اوفاض سے آپ ﷺ کی مراد اہلِ صفہ تھے۔۶۳؎ حضور اکرم ﷺ اہل صفہ کو دیگر تمام لوگوں پر ترجیح دیتے تھے کیونکہ انہوں نے خود کو دین کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ ایک دفعہ آنحضرتؐ سے حضرت فاطمہؓ نے درخواست کی کہ میرے ہاتھوں میں چکی پیستے پیستے نشان پڑ گئے ہیں۔ مجھ کو ایک کنیز عنایت ہو تو فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں

اور صفہ والے بھوکے رہیں۔ ٦٤

اقامتی جامعہ

جیسا کہ مضمون کے آغاز میں بھی ذکر کیا جا چکا ہے ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے مطابق صفہ وہ مقام تھا جو دن کے وقت تعلیم گاہ کا کام دیتا اور رات کے وقت بے خانماں لوگوں کے لیے دارالاقامۃ بنتا۔ یہ پہلی اقامتی (Residential) جامعہ تھی، جو رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمائی۔ پہلے ہی دن سے شہر کے باشندے بھی وہاں آنے لگے بے جانماں لوگ حصولِ تعلیم کے لیے وہیں رہتے تھے۔ ٦٥ صفہ صرف باہر سے تعلیم کے لیے آنے والوں کے لیے ہی مختص نہ تھا بلکہ خود مقامی بے گھر طالب علموں کے لیے بھی دارالاقامہ تھا۔ ٦٦ مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ صفہ اس لیے قائم کیا گیا تھا کہ باہر سے جو لوگ طلب علم کے لیے آئیں انہیں اس میں ٹھہرایا جائے اور تعلیم دی جائے۔ ٦٧ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے بقول مقامی طلبہ کے علاوہ دور دراز کے قبائل سے بھی طلبہ آتے اور اپنا ضروری نصاب تکمیل کر کے اپنے وطنوں کو واپس ہو جاتے۔ ٦٨ تفہیم دین کی غرض سے آنے والے وفود یا مختلف قبائل کے نمائندے صفہ میں تعلیم حاصل کر کے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے تھے جیسا کہ ڈاکٹر موصوف نے لکھا ہے ''قبائلی نمائندوں کا تعلیم کی غرض سے مدینہ آنا بھی کوئی شاذ و نادر واقعہ نہ تھا ایسے لوگوں کے قیام و طعام اور تعلیم و تربیت کی رسول کریم ﷺ خود شخصی طور پر نگرانی فرماتے تھے اور یہ لوگ عموماً صفہ میں ٹھہرائے جاتے تھے۔ ٦٩

صفہ اور صوفی میں لسانی تعلق

صوفیانہ ادب میں یہ بحث ملتی ہے کہ آیا لفظ ''صوفی'' صفہ سے مشتق ہے یا اس کا مادہ اشتقاق کوئی اور ہے۔ ڈاکٹر غلام قادر لون لکھتے ہیں بعض علماء کا دعوی ہے کہ صوفی کی اصل صفہ ہے۔ صفہ پیش دالان یا چبوترہ کو کہتے ہیں۔ عہد رسالت میں جو لوگ مسجدِ نبویؐ کے شمالی کنارے پر قیام کرتے تھے انہیں اصحاب صفہ کہتے ہیں۔ یہ وہ صحابی تھے جن کے پاس فقر و توکل کے علاوہ اور کوئی سرمایہ نہیں تھا۔ ٧٠ بعض معروف صوفیا نے اپنی کتب میں لفظ صوفی کے انستقاق پر مفصل بحث کی ہے اور انہوں نے صوفی اور صفہ کے ایک ہی مادہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں لکھا ہے۔ حضرت

سید علی بن عثمان ہجویری (۴۰۰ھ-۴۶۵ھ) رقم طراز ہیں کہ بعض حضرات کے خیال میں اصحاب صفہ کے ساتھ نسبت رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ صوفی کہلاتے ہیں۔اے مگر بعض صوفیہ کرام نے اس کی تردید کی ہے کہ صوفی صفہ کی وجہ سے کہلاتے ہیں۔اے صوفیا کرام نے اس کی تردید کی ہے کہ صوفی صفہ سے مشتق ہے۔امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری (۳۷۶-۴۶۵ھ) لکھتے ہیں جن لوگوں نے یہ کہا کہ صوفی کا لفظ مسجد رسول اللہ ﷺ کے صفہ کی طرف منسوب ہے (تو یہ درست نہیں) کیونکہ صفہ کا اسم نسبت (صفی آتا ہے) صوفی نہیں آتا۔۲ے صفہ کے علاوہ صوفی کا صوف (اون) صف یا صفا سے مشتق ہونا بھی لسانی قواعد کے مطابق درست معلوم نہیں ہوتا۔حضرت سید علی ہجویری ان چاروں الفاظ سے صوفی کے مشتق ہونے کے بارے میں یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ لغوی اعتبار سے لفظ صوفی کے ان میں سے کسی لفظ سے مشتق ہونے کی وضاحت تسلی بخش نہیں ہے۔۳ے قشیریؒ بھی صوفی کے چاروں ممکنہ مآخذ (صوف، صفہ، صف اور صفا) میں سے کسی سے بھی اس کے مشتق ہونے کو درست نہیں خیال کرتے۔ان کا خیال ہے کہ اگر صوفی کی اصل کو مانا جائے تو یہ اس لیے درست نہیں کہ ان لوگوں کا لباس صوف نہ تھا۔ڈاکٹر پیر محمد حسن نے ترجمہ میں قوسین میں یہ اضافہ کیا ہے البتہ اکثر یہی پہنا کرتے تھے ان کے مطابق اس کا صفہ، صفا یا صف سے مشتق ہونا لغوی اعتبار سے درست نہیں ہے۔۴ے بعض دراصل الصفہ کا مادہ صفف ہے۔

بعض مستشرقین کے مطابق صوفی صوف سے ہی نکلا ہے جیسا کہ جے اسپنسر ٹری منگھم ۵ے (J.Spencer Trimingham) اور ولیم اسٹوڈرٹ ۶ے (Wuilliam Stoddart) نے لکھا ہے۔بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق کے نزدیک صفہ اور صوفی میں کوئی لسانی رشتہ نہیں ہے۔اسی لیے وہ صوفی کو صوف یا صفا سے مشتق قرار دیتے ہیں۔ڈاکٹر میر ولی الدین نے قشیریؒ اور ہجویریؒ کے بیان کردہ چاروں ماخذ بیان کیے ہیں۔صوفی کے صفہ سے مشتق ہونے کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔

Ohter have said : They were called sufis because qualities resembled theose of the bench (Ashab al-Suffa)

who lived in the time of God's Prophet (upon whome be peace and greeting) But if the term sufi was derived from suffah (or Bench) the coorect form would be suffi and not sufi.(78)

اگر چہ صفہ صوفی کا مادہ اشتقاق ثابت نہیں ہوتا مگر پھر بھی ان میں صوفی تعلق ضرور ہے جیسا کہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں بتایا گیا ہے اس لفظ (صوفی) کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی صوتی مناسبت اہل الصفہ سے ہے۔۷۹ علم اشتقاق (Etymology) سے قطع نظر، اصحاب صفہ اور صوفیہ عظام کے طرز حیات میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس کا ذکر شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی (متوفی ۶۳۲ھ) نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ اگر چہ صفہ سے صوفی کا مشتق ہونا اشتقاق لغوی کے قاعدے کے اعتبار سے درست نہیں ہے۔ لیکن معنی کے لحاظ سے صحیح ہے کہ صوفیہ کا حال اصحاب صفہ کے حال سے بالکل مشابہ رہا ہے کہ یہ اصحاب بھی اہل صفہ کی طرح باہم مل جل کر رہتے ہیں آپس میں الفت و محبت ہے جس طرح اصحاب صفہ کو تھی۔۸۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

۱۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی ۱۹۹۲ء) ص:۸

۲۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہدِ نبویؐ میں نظام حکمرانی (کراچی: اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۷ء) ص:۱۹۶

۳۔ اشرف، آغا، محمد سید لولاک ﷺ (لاہور: میری لائبریری ۱۹۸۶ء) ص:۲۴۷

۴۔ ابن تیمیہ، شیخ الاسلام امام، اصحاب صفہ، اردو ترجمہ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی (کراچی : میر محمد کتب خانہ، ۱۹۲۵ء) ص:۱۱

۵۔ محمد معراج الاسلام، مولانا، مسجدِ نبوی، (فیصل آباد: مکتبہ دربار شریف، اشاعت اول)

۶۔ البتنونی محمد لبیب، رحلۃ الحجازیۃ (مصر: مطبع الجمالیہ، ۱۳۲۹ھ) ص:۲۴۰

۷۔ محمد ثانی، ڈاکٹر حافظ، عہد نبویؐ کے نظام تعلیم و تربیت میں صفہ اور اصحاب صفہ کا کردار ،السیرۃ العالمی ششماہی، (کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز ،دسمبر ۱۹۹۹ء) شمارہ ۲:ص:۵۶

۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص:۱۹۶

۹۔ اشرف، آغا، محمد سید لولاک ﷺ ص:۲۴۷

۱۰۔ محمد جاوید اقبال، اسلام کی اولین درسگاہ اور اس کا طریقہ تدریس، اسلامی نظام تعلیم مرتبہ ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد (اسلام آباد: پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن ۲۰۰۱ء) ص:۲۰۳

۱۱۔ محمد معراج الاسلام، مسجدِ نبوی، ص:۱۰۱

۱۲۔ ارشد، سید رشید احمد، عہد رسولؐ میں نظام تعلیم، نقوش، رسول نمبر (لاہور: ادارہ فروغ اردو، ۱۹۸۳ء) ج:۴، ص:۱۳۲

۱۳۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، (لاہور ،کراچی، ادارہ اسلامیات، ۲۰۰۰ء) ص:۴۸

۱۴۔ محمد معراج الاسلام، مسجد نبوی ص:۱۰۱

۱۵۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفی ﷺ (لاہور: المطبع الاسلامی السعودی ۱۹۷۹ء) ج:۱ص:۴۶۴۔۴۶۴۔۴۶۴

۱۶۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب ۱۸۲، الرجل یتداوی، حدیث ۴۵۸

۱۷۔ محمد عبدالمعبود، تاریخ مدینہ المنورہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ) ص:۴۴۳

۱۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہدِ نبویؐ میں نظامِ حکمرانی، ص:۱۹۶

۱۹۔ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب **کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه وتخليم من الدنيا۔**

۲۰۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی الصحابہ، (مصر، ۱۳۲۵ھ) جلد ۳، ص:۸۰

۲۱۔ سیوطی، علامہ جلال الدین، تفسیر جلالین، کراچی، اصح المطابع س۔ن، ص:۴۳

۲۲۔ سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، اردو ترجمہ شمس بریلوی (کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، اپریل ۱۹۷۷ء ص:۲۰۲

۲۳۔ محمد معراج الاسلام، مسجدِ نبوی ﷺ ص:۱۰۱

۲۴۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوبؐ، اردو ترجمہ سید حکیم عرفان علی پیلی بھیت (کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، س:ن) ص:۱۰۸

۲۵۔ نعمانی، علامہ شبلی، سیرت النبی ﷺ (کراچی: دارالاشاعت، ۱۹۸۵ء، ج:۱، ص:۱۷۵

۲۶۔ النیسابوری، امام الحافظ ابی عبد، عبداللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، تلخیص للحافظ الذہبی (بیروت: دارالمعرفۃ) الجزء الثالث، ص:۱۸

۲۷۔ کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، سیرۃ المصطفی ﷺ (لاہور: مکتبہ عثمانیہ ۱۹۸۵ء) ص:۴۶۹، ۴۷۰

۲۸۔ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی ص:۱۷۵

۲۹۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، خیر القرون کی درس گاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت، ص:۴۸۔۵۰

۳۰۔ ہجویری، شیخ مخدوم علی، کشف المحجوب، اردو ترجمہ، بیان المطلوب از مولوی فیروز الدین ،لاہور، کراچی، فیروز سنز لمیٹڈ س۔ن،ص:۹۴

۳۱۔ ایضاً ص:۹۳۔۹۴

۳۲۔ حاکم نیشاپوری، مستدرک، ج:۳،ص:۱۸

۳۳۔ ہجویری، کشف المحجوب، ص:۹۴

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ اصبہانی، حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ، حلیۃ الاولیاء (بیروت: دارالکتاب العربی' اصحاب صفہ'' کا ترجمہ حافظ محمد سعد اللہ نے کیا ہے ملاحظہ ہوں۔ نقوش ''رسول نمبر'' لاہور ۱۹۸۴ء ج:۸،ص:۴۵

۳۶۔ مبارکپوری، قاضی اطہر، خیر القرون کی درسگاہیں، ص:۴۸۔۵۰

۳۷۔ نقوش، رسول نمبر ﷺ، ج:۸،ص:۴۵۹

۳۸۔ ایضاً، ۸: ۴۷۲

۳۹۔ ایضاً، ۸: ۴۷۵

۴۰۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص:۲۳۹، ۲۳۰

۴۱۔ پھلواری، محمد حفیظ اللہ، عہد نبوی میں علمی ترقیاں، ''نقوش'' ''رسول نمبر'' ج:۴،ص:۱۴۲

۴۲۔ ایضاً

۴۳۔ رضوی، سید آل، دیارِ رحمۃ اللعالمین، اسلام آباد، ماڈرن بک ڈپو، فروری ۱۹۹۳ء ص:۱۲۳

۴۴۔ ابوداؤد، کتاب البیوع، باب کسب العلم

۴۵۔ البیہقی، السنن الکبریٰ، ج:۶،ص:۱۲۶/ ابوداؤد، ج:۲،ص:۱۳۹، سرخسی، شرح السید الکبیر، ۴: ۱۵۸

۴۶۔ غزل کاشمیری، ڈاکٹر، آنحضرت ﷺ کا دس سالہ تعلیمی منصوبہ، اسلامی نظام تعلیم، مرتبہ ڈاکٹر محمد ابراہیم خالد، (اسلام آباد: پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، ۲۰۰۱ء ص:۲۲۲

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص:۱۹۵

۴۹۔ رضوی، سید آلِ احمد، دیارِ رحمۃ اللعالمین، ص:۱۲۲

۵۰۔ خالد، ڈاکٹر محمد ابراہیم، اسلامی نظام تعلیم، ص:۲۰۶

۵۱۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص:۱۹۶

۵۲۔ محمد ثانی، ڈاکٹر، حافظ، عہد نبوی ﷺ کے نظام وتربیت میں صفہ واصحاب صفہ کا کردار، السیرۃ العالمی، ششماہی کراچی، شمارہ ۲، دسمبر ۱۹۹۹ء ص:۱۵۷

۵۳۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص:۳۰۵

۵۴۔ حامدی، مولانا خلیل، عہد نبویؐ اور عہد صحابہ کی تعلیمی سرگرمیاں، نقوش ''رسول نمبر'' ج:۴، ص:۱۴۰

۵۵۔ خالد، ڈاکٹر محمد ابراہیم، اسلامی نظامِ تعلیم، ص:۲۰۶

۵۶۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح البخاری، باب نوم الرجال فی المسجد، مشکوۃ شریف، باب فضل الفقرآء وما کان من عیض النبی ﷺ الفضل الاول، رقم الحدیث، ۱۱

۵۷۔ ابوداؤد، السنن، کتاب العلم، باب فی القصص،، رقم الحدیث، ۲۶۸

۵۸۔ عبدالحق محدث دہلوی، شیخ، جذب القلوب الی دیار المحبوب، ص:۱۰۹

۵۹۔ سعداللہ، اصحاب صفہ، نقوش، رسول نمبر، ج:۸، ص:۴۵۲

۶۰۔ محمد ثانی، صفہ واصحاب صفہ، حوالہ مذکورہ، ص:۱۷۰

۶۱۔ عبدالحق محدث دہلوی، جذب القلوب الی دیار المحبوب، اردو ترجمہ راحت القلوب، ص:۱۰

۶۲۔ سعداللہ، اصحابِ صفہ، حوالہ مذکور، ص:۵۵۲

۶۳۔ ایضاً

۶۴۔ شبلی نعمانی، علامہ وسید سلیمان ندوی، سیرۃ النبیؐ (کراچی دارالاشاعت، ۱۹۸۵) ج:۱، ص:۱۷۵

۶۵۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص:۲۴۸

۶۶۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص:۱۹۶

۶۷۔ محمد حفیظ اللہ، عہد نبویؐ میں علمی ترقیاں، نقوش، رسول نمبرؐ، ج:۔۔۔۔، ص:۱۴۲

۶۸۔ محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی، ص:۱۹۷

۶۹۔ ایضاً ص:۱۹۸

۷۰۔ لون، ڈاکٹر غلام قادر، مطالعہ تصوف (لاہور، دوست ایسوسی ایٹس)۱۹۹۷ء ص:۲۵

۷۱۔ ہجویری، سید علی بن عثمان، کشف المحجوب، اردو ترجمہ سید محمد فاروق القادری، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۱۹۹۸ء) ص:۱۰۵

۷۲۔ قشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن، رسالہ قشیریہ اردو ترجمہ، ڈاکٹر پیر محمد حسن، (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۷۰) ص:۵۰۹

۷۳۔ ہجویری، کشف المحجوب، ص:۱۰۵

۷۴۔ قشیری، رسالہ قشیریہ، ص:۵۰۹

۷۵۔ Trimingham, J.Spencer, The sufi Orders in Islam.(Oxford University Press, 1971)P-1.

۷۶۔ Stoddart, W., Sufism (Wellingborough: Thorsons Publishers, 1976) P-20.

۷۷۔ عبدالحق، ڈاکٹر مولوی، اردو کی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام (کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان، ۱۹۷۷ء) ص:۵

۷۸۔ Mir, Valiuddin, Dr., The Quranic Sufism (Lahore Sh. Mubarak Ali Oriental Publishers, 1978).P-1-2

۷۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور، دانش گاہ پنجاب ۱۹۶۲ء) ج:۶، ص:۴۲۹

۸۰۔ سہروردی، شہاب الدین، عوارف المعارف، ص:۲۰۲

حق گوئی

ڈاکٹر گیان چند کہتے ہیں:-

تحقیق محض ایک ادبی مشغلہ ہی نہیں، یہ ایک مسلک، ایک ذہنی رویہ، ایک طرزِ زندگی ہے۔ یہ سچ کا کاروبار ہے۔ محقق کو تحریر میں، نیز روزانہ زندگی میں، سچ کو اپنا شعار بنانا چاہیے۔ فریب، ریا، تصنع، خفیف الحرکاتیاں تحقیقی مزاج کے منافی ہیں۔ مثلاً کسی دوسرے کی دریافت کو بغیر حوالے کے اپنا لینا، بالفاظِ دیگر سرقہ کر لینا ایک غیر محققانہ کردار کا غماز ہے۔